۷۸۶ ۹۲

جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت

تالیف

تاج الشریعہ قاضی القضاۃ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان
قادری ازہری دام ظلہ العالی

ترتیب و پیش کش

مفتی شمشاد احمد مصباحی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو یوپی

ناشر

الحاج آفتاب حسین قادری، سکریٹری، امام احمد رضا ویلفیئر ٹرسٹ، چھپرہ، بہار

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت

مصنف : تاج الشریعہ، علامہ مفتی اختر رضا خان قادری، ازہری، بریلی شریف

ترتیب و پیشکش: مفتی شمشاد احمد مصباحی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

حسب فرمائش : شہزادۂ تاج الشریعہ، علامہ عسجد رضا خان قادری، بریلی شریف

نقل واملا : مولانا عاشق حسین کشمیری، جامعۃ الرضا بریلی شریف

سیٹنگ : عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) آئی ٹی ہیڈ، جامعۃ الرضا بریلی شریف

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰) باراوّل

سن طباعت : صفر ۱۴۳۵ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۳ء

ناشر

الحاج آفتاب حسین قادری، سکریٹری، امام احمد رضا ویلفیئر ٹرسٹ، چھپرہ، بہار

نمبر شمار	فہرست کتاب	صفحہ
۱	مقدمہ: مفتی شمشاد احمد مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی	۴
۲	تقریظ جلیل: ممتاز الفقہاء محدث کبیر، حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری	۱۹
۳	تائید مزید: عمدۃ المحققین، حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی	۲۸
۴	جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت	۲۹
۵	خبر مستفیض کی تحقیق	۳۱
۶	خبر مستفیض، خبر متواتر کا مترادف ہے	۳۳
۷	خبر مستفیض میں مخبرین کا قاضی کی مجلس میں حاضر ہونا ضروری ہے	۳۴
۸	جدید ذائع ابلاغ سے استفاضہ کے تحقق پر چند سوالات	۴۰
۹	خبر کو شہادت سے تعبیر کرنے کی حکمت	۴۶
۱۰	ایک دوسرے کے سامنے ہونے کا مطلب	۵۲
۱۱	کتاب القاضی الی القاضی کی بحث	۵۴
۱۲	ایک اہم استفتاء اور اس کا تفصیلی جواب (نقل سوال مع جواب)	۵۶
۱۳	اعلان رویت کے حدود میں توسیع کی بحث	۶۶
۱۴	ٹیلیفون کو توپ کی آواز پر قیاس کرنے کی بحث	۷۱
۱۵	تصدیق کرنے والے علمائے کرام و مفتیان عظام کے اسمائے گرامی	۷۷
۱۶	تصدیق: عمدۃ المتکلمین، حضرت مفتی محمد شعیب رضا قادری مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف (کتاب کی پشت پر)	۰۰ ۰۰

مقدمہ

از: مفتی شمشاد احمد مصباحی

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو، یوپی

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ان منتخبِ روزگار ہستیوں میں سے ایک ہیں جنھیں اللہ رب العزۃ نے گوناگوں فضائل و کمالات سے سرفراز فرمایا۔

علم و تحقیق، تصنیف و تالیف، فقہ و افتا، نقد و نظر، بحث و مناظرہ میں غیر معمولی مہارت و بصیرت کے ساتھ ساتھ مذہب و مسلک کی حفاظت و اشاعت کے جذبۂ بیکراں سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا۔

مختلف دینی، علمی، فقہی موضوعات پر آپ کی گراں قدر تحقیقات، مقالات اور تصنیفات دنیا بھر میں اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔

آپ کی تصنیفات و تالیفات اور آپ کے ذریعہ کیے گئے اعلیٰ حضرت کی اہم کتابوں کے تراجم و تعریبات کی اجمالی فہرست میری کتاب ''تاج الشریعہ ایک بلند پایہ محقق'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔

زیر نظر کتاب ''جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت'' حضور تاج الشریعہ کی بالکل تازہ ترین تصنیف ہے جس میں آپ نے دلائل و براہین کی روشنی میں اس بات کا ثبوت فراہم کیا ہے کہ متعدد ٹیلیفون اور موبائل سے حاصل ہونے والی خبر، خبر مستفیض نہیں اور اس کا ثبوت بھی کہ قاضی کا اعلان اس کے پورے حدود قضا میں معتبر نہیں بلکہ شہر اور حوالی شہر تک محدود رہے گا۔

ان دونوں موضوعات پر حضور تاج الشریعہ نے نہ صرف علمی تحقیقات کا دریا

بہایا ہے بلکہ قائلین جواز کے دلائل کا بھرپور علمی محاسبہ اور ان کے شبہات کا ازالہ بھی فرمایا ہے۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند، دیانتدار اور منصف مزاج قاری یہ پکار اٹھے گا کہ حضور تاج الشریعہ کی تحقیق، فقہا کی تصریحات اور اعلی حضرت کی تحقیقات کے عین مطابق ہے اور یہی موقف حق وصواب ہے۔

بحث کا نقطۂ آغاز یہ ہے کہ خبر مستفیض اعلی درجہ کی خبر صحیح ہے۔ اور خبر کی صحت کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ من جملہ شرائط معتبرہ اتصال بھی ضروری ہے۔ اور اتصال بے ملاقات متصور نہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے بالفعل ملاقات کو صحت حدیث کے لیے شرط قرار دیا جب کہ امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی اور جہاں راوی اور مروی عنہ میں سیکڑوں واسطے ہوں وہاں خبر متصل نہیں منقطع ہے ایسی متعدد خبریں باہم مل کر بھی بمنزلۂ استفاضہ نہیں ہوسکتیں۔

اس لیے متعدد ٹیلیفون اور موبائل سے حاصل ہونے والی خبر شرعاً خبر مستفیض نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ مصطفی رحمتی علیہ الرحمہ نے استفاضہ کی تعریف بایں الفاظ کی۔

"معنی الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون" الخ۔

اس تعریف سے ظاہر ہے کہ متعدد جماعتوں کا آنا استفاضہ کے تحقق کی بنیادی شرط ہے نہ یہ کہ تحقق استفاضہ کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت کا بیان ہے۔

اس لیے مجوزین کی یہ بات قابل اعتنا نہیں کہ علامہ رحمتی نے استفاضہ کی جو تعریف کی وہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے کی۔

حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر فتاوی رضویہ، ردالمحتار، حدیقہ ندیہ سے

متعدد جزئیات نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ متعدد افراد کو فون کرکے حاصل کی جانے والی خبر، یوں ہی کسی شہر سے متعدد ٹیلیفون سے موصول ہونے والی خبر، شرعاً خبر مستفیض نہیں۔

کتب فقہ وحدیث میں ایسے استفاضہ کا دور دور تک کہیں نام ونشان نہیں اس لیے ٹیلیفونی استفاضہ کو استفاضۂ شرعیہ ماننا اصول فقہ وحدیث کے خلاف ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے بحر الرائق، تاتارخانیہ وغیرہ کے حوالے سے یہ بھی ثابت فرمایا کہ خبر مستفیض، خبر متواتر کا مترادف ہے اس لئے اس کی کوئی تعداد متعین کرنا صحیح نہیں کہ یہاں کثرت بے حصر مطلوب جو ٹیلیفونی استفاضہ میں مفقود۔

لہٰذا چار، چھ، نو، کو متعدد جماعتوں پر مشتمل قرار دینا نہ صرف اصول فقہ و حدیث کے خلاف ہے عرف کے بھی خلاف ہے۔

عرف عام میں جماعت ایک گروہ کو کہتے ہیں جو کثیر افراد پر مشتمل ہو اور تعریفِ استفاضہ میں "جماعات متعددون" فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ استفاضۂ شرعیہ کے لیے ایسی متعدد جماعتیں درکار ہیں جس میں ہر جماعت کثیر افراد پر مشتمل ہو یہی مفہوم فقہائے متقدمین ومتاخرین نے بیان فرمایا، یہی علامہ رحمتی کی عبارت کا مفاد ہے اور یہی اعلی حضرت کا ارشاد ہے۔

اعلی حضرت فرماتے ہیں:

"وہ استفاضہ جو شرعاً معتبر ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس شہر سے گروہ کے گروہ متعدد جماعتیں آئیں" الخ

اور جب خبر مستفیض، خبر متواتر کا مترادف ہے اور خبر متواتر اعلی درجہ کی خبر صحیح ہے تو اس میں راوی کا مرتبۂ تحمل اور مرتبۂ ادائے خبر میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ اس پر تمام محدثین کا اتفاق چلا آرہا ہے۔ اور ٹیلیفونی استفاضہ میں خبر دینے والے مجلس قاضی میں حاضر نہیں ہوتے اس لیے متعدد ٹیلیفون اور موبائل سے حاصل

ہونے والی خبر، شرعاً خبر مستفیض نہیں، اس کو خبر مستفیض ماننا اصول فقہ وحدیث میں ایک امر متفق علیہ کی خلاف ورزی ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر ایک خاص نکتہ کا افادہ فرمایا جس کی طرف بہت کم علما کی توجہ ہو پائی ہے۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ خبر مستفیض مجرد خبر نہیں بلکہ از قبیل روایت ہے جو من وجہ شہادت کی طرح ہے۔ اسی لیے فقہا نے جابجا اپنی عبارتوں میں ایسی خبروں کو مادۂ شہادت اور اس کے مشتقات سے تعبیر فرمایا مثلاً عالمگیری میں فرمایا: "حتی لو شهد جماعة الخ"، اسی میں دوسری جگہ فرمایا۔ "إن كان بالسماء علة فشهادة الواحدة على هلال رمضان مقبولة الخ"، یعنی مطلع اگر ابر آلود ہو تو ہلال رمضان میں ایک شخص کی شہادت معتبر ہے اس جگہ خبر کو شہادت سے تعبیر کیا گیا اسی طرح "حتی أنه لو شهد عند الحاكم وسمع رجل شهادته عند الحاكم الخ"، میں خبر کو شہادت سے تعبیر کیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہاں مجرد خبر مراد نہیں جو درجہ حکایت میں ہو بلکہ وہ خبر مراد ہے جو درجۂ روایت میں ہو، جس کو شہادت سے تعبیر کیا جاسکے۔

اس لیے تعریف استفاضہ میں "یخبر، یشهد" کے درجہ میں ہے لہٰذا استفاضہ میں مخبرین، شاہدین کے حکم میں ہیں۔

اور شہادت میں ہر زمانے کا دستور یہی رہا ہے کہ شہادت مجلس قضا میں ادا ہوتی ہے اس لیے علامہ رحمتی کی تعریفِ استفاضہ صرف اپنے زمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ ہر زمانے کے لحاظ سے ہے۔

اس کا لازمی معنی یہ ہے کہ استفاضۂ شرعیہ کے تحقق کے لیے مخبرین کا مجلس قضا میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ دوسرے شہر سے بذریعہ ٹیلیفون خبر دینے سے حاضر ہونے کی اجماعی شرط فوت ہو رہی ہے اس لیے ٹیلیفونی استفاضہ کو استفاضۂ شرعیہ کا درجہ حاصل نہ ہوگا اور نہ ہی اس پر آغاز رمضان وعید کرنا جائز۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ یہاں لفظ "أشهد" کہنا شرط نہیں کہ یہ من وجہ شہادت ہے من کل الوجوہ شہادت نہیں۔

ٹیلیفونی استفاضہ کا دروازہ کھولنے کے بعد بعض محققین نے اپنے آپ کو محتاط ظاہر کرنے کے لیے فرمایا۔

"خبر رسانی کے جدید ذرائع مثلاً ٹیلیفون، موبائل، فیکس، ای میل سے استفاضہ کا تحقق ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ان ذرائع کو ممکن حد تک ناخدا ترسوں کے دھوکہ، فریب اور جھوٹ کے اندیشہ سے محفوظ رکھا جائے ورنہ ان کے ذریعہ موصول ہونے والی خبروں کی حیثیت، بازاری افواہ کی ہوگی نہ کہ استفاضہ کی۔

حضور تاج الشریعہ نے اس پر پے درپے کئی ایرادات قائم کیے۔ آپ رقمطراز ہیں۔

(اولاً) یہ مقالہ نگار کا اپنا خیال ہے کہ ان ذرائع سے استفاضہ کا تحقق ہو سکتا ہے یہ فتاوی رضویہ اور جن کتبِ مذہب کی عبارتیں فتاوی رضویہ میں منقول ہوئیں ان سب کے خلاف ہے۔

(ثانیاً) مقالہ نگار کو جب تسلیم ہے کہ ان ذرائع میں دھوکہ، فریب، جھوٹ کا اندیشہ ہے تو لازم تھا کہ پہلے ان اندیشوں کو دفع فرما دیتے پھر تمام علما سے اتفاق کرواتے۔

(ثالثاً) ان ذرائع کو محفوظ بنانے کی یہ تجویز کہ جو لوگ ٹیلیفون، موبائل، فیکس یا ای میل کے ذریعہ چاند ہونے کی خبر دیں انہیں قاضی شریعت یا اس کے سامنے اس کا معتمد فون

کر کے یہ تصدیق حاصل کرلے کہ فون ،فیکس ،ای میل کے ذریعہ انھوں نے ہی اطلاع دی۔ یہ تدبیر کیونکر کارگر ہوسکتی ہے؟ جو اندیشہ پہلے تھا وہ اب بھی برقرار ہے۔محض گفتگو کر لینے سے اندیشہ کا ازالہ کیونکر ہوجائے گا؟ بالخصوص اس صورت میں جب کہ گفتگو کا ذریعہ بھی وہی ہے جو خود مشتبہ ہے۔ نیز فیکس ، ای میل وغیرہ کی خبروں کو بوجہ کثرت بمنزلۂ استفاضہ ماننا صراحۃً اعلی حضرت کے ارشاد کے خلاف ہے۔

اعلی حضرت فرماتے ہیں:

”مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر، تار یا خط بدرجۂ کثرت پہونچ جائے تواس پر عمل ہوسکتا ہے اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح غلط ہے“۔ (فتاوی رضویہ جلد ۴ ؍صفحہ ۵۵۸)

(رابعاً) اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ایک گونا اعتماد ہوگیا اور اندیشوں کا ازالہ ہوگیا پھر بھی وہ استفاضہ نہیں ہوسکتا کہ اس کا مدار ایک پر ہے تو استفاضۂ شرعیہ نہ ہوا بلکہ خبر واحد وہ بھی غیر متصل۔ رہا بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں تو اعتماد ہوگیا۔اس کا جواب وہ ہے جو اعلی حضرت نے فرمایا ”اور یہ زعم کہ ہم کو تو یقین ہوگیا صحیح نہیں، یقین وہ ہے جو حجت شرعیہ سے ناشی ہو۔الخ“۔

(خامساً) شہر کے قاضی اور دوتین صالحین کو فون کر کے جو تصدیق حاصل کی جائے گی اس میں بھی وہی احتمال و اندیشہ رہے گا کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے اور مقام، مقام احتیاط ہے کہ جس میں نادر شبہ کا بھی اعتبار رہے۔

پھر فون پر اس امر کی تصدیق کیسے ہوسکے گی کہ اس نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا یہ امر باب شہادت سے ہے۔اس میں محض خبر وہ بھی سیکڑوں پردوں کے پیچھے سے کیونکر مسموع ہوگی؟۔

نیز بذریعہ فیکس ،ای میل قاضی کی اصل تحریر پہنچنا کیسے متصور۔اس مقام پر حضور تاج الشریعہ نے جو اشکالات پیش فرمائے ہیں ان کا شافی جواب دیے بغیر ٹیلیفونی استفاضہ کو رواج دینا نہ صرف دیانت وتقوی کے خلاف ہے بلکہ اصول افتا ورسم المفتی کے بھی خلاف ہے شریعت کا قاعدہ ہے **”درء المفاسد اولی من جلب المنافع“**۔

ایک بہت بڑے شیخ طریقت کو دور کی کوڑی سوجھی، انھوں نے فرمایا:

”ثبوت والے شہر میں متعدد افراد کو ٹیلیفون کرکے ہم جو خبر حاصل کریں وہ خبر مستفیض ہے اس کے برخلاف ثبوت والے شہر سے متعدد افراد ہم کو اگر ٹیلیفون کریں تو وہ خبر مستفیض نہیں کہ اس میں دھوکہ ہے کہ خبر دینے والے اپنے ہم مسلک ہیں بھی کہ نہیں، نیز خبر مستفیض کے لیے جتنی تعداد مطلوب ہے اتنے ہی افراد خبر دے رہے ہیں یا چند لوگ ہیں جو آواز بدل بدل کر کثیر بنے ہوئے ہیں“۔

حضور تاج لشریعہ نے اس مقام پر ٹیلیفونی استفاضہ کی شرعی حیثیت بے نقاب کرنے کے بعد اس تفریق پر بھی مضبوط گرفت فرمائی ہے۔

تاج الشریعہ رقمطراز ہیں:

”دوسری صورت میں جو احتمال شبہ ہے بعینہ وہی شبہ پہلی صورت یعنی جانے پہچانے لوگوں سے معلوم کرنے کی صورت میں بھی موجود ہے کہ آواز مشابہ آواز ہے تو ایک آواز

دوسری آواز سے متبدل ہوسکتی ہے تو ایک جگہ اس کا اعتبار اور
دوسری جگہ اس کو نظر انداز کرنے کا کیا معنی؟ پھر یہ بھی بتایا
جائے کہ جن جانے پہچانے لوگوں سے بذریعہ ٹیلیفون
تصدیق حاصل کی جارہی ہے ان کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ وہ
مدعی تو نہیں ہوسکتے جیسا کہ ظاہر ہے تو کیا شہود ہیں؟ یعنی اپنی
رویت پر گواہ، اس لحاظ سے ان کی خبر ضرور مثل شہادت ہے
اور ہر شہادت میں شہود کا قاضی کے یہاں حاضر ہونا ضروری،
تو یہ کس دلیل سے مستثنیٰ ٹھہرے؟۔

یا مُزکّی ہیں۔ یعنی شاہدان دیگر کی تعدیل وتوثیق کا کام انجام دے رہے ہیں تو اس صورت میں وہ بھی مرتبۂ شہود میں ہیں۔ لہٰذا ان کا جملہ شروط کی طرح قاضی کے یہاں حاضر ہونا لازم، یہ کس دلیل سے مستثنیٰ ٹھہرے کہ وہیں بیٹھے بیٹھے تعدیل کی شہادت دیں۔

ایک مناظر صاحب سے سوال ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے جب دربارۂ رویت ٹیلیفون کی خبر کو مسترد فرمادیا تو آپ حضرات کیسے معتبر مان رہے ہیں؟ اور متعدد ٹیلیفون کی خبر کو خبر مستفیض قرار دے رہے ہیں؟ اگر ٹیلیفون سے خبر مستفیض کے تحقق کی کوئی صورت رہی ہوتی تو اعلیٰ حضرت استفاضہ کے بیان میں ضرور اس کو ذکر فرماتے اور جہاں ٹیلیفون کی خبر کو غیر معتبر ٹھہرایا وہیں متعدد فونوں کی خبر کو استفاضہ قرار دیتے ہوئے اس کا استثنا ضرور فرماتے۔

انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ

’’اعلیٰ حضرت کے زمانہ کو تو سو سال ہوگئے، آج سے
تیس، پینتیس سال پہلے بھی ٹیلیفون سے خبر کی یہ صورت نہیں
تھی جو صورت آج ہے۔

اس وقت ٹیلیفون سے بات کرنے کے لیے پہلے مقامی
ایکسچینج میں کال بک کرانی پڑتی تھی۔ پھر مقامی ایکسچینج
دوسرے ایکسچینج سے رابطہ کرتے تھے اس کے بعد وہ ایکسچینج
اس ٹیلیفون سے رابطہ کرنے کے بعد بطرز معکوس ٹیلی فون
کرنے والے سے بات کراتے تھے جس میں بسا اوقات
گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اور اب ٹیلی فون ہو یا موبائل
ان سے بات کرنے کے لیے ان واسطوں کی کوئی ضرورت
نہیں پڑتی (الی ان قال) بلکہ دونوں جانب تھری جی
3G موبائل ہو تو بات کرنے والے ایک دوسرے
کو دیکھ بھی سکتے ہیں‘‘۔

مناظر صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ جو سسٹم پہلے تھا وہی اب بھی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس زمانے میں دوسرے ایکسچینج سے رابطہ قائم کرنے کے لیے انگلیوں سے بٹن اور کھٹکوں کو ادھر سے ادھر کیا جاتا تھا مگر اب وہ سب کمپیوٹرائز مشینوں کے ذریعہ ہو رہا ہے اس لیے انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ پہلے بھی واسطہ تھا اب بھی واسطہ ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی کبھی مشینوں کی گڑبڑی کی وجہ سے اس ترقی یافتہ دور میں بھی نام یا نمبر کسی اور کا چھپتا ہے اور فون کہیں اور چلا جاتا ہے۔ اور فون کر نے والے کو رانگ نمبر کہہ کر معذرت کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں بہت واسطے تھے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں بھی کال بک کرانے والا ہی اپنے مطلوبہ شخص سے پہلے ہم کلام ہوا کرتا تھا اور آج بھی وہی ہم کلام ہوتا ہے نہ کہ کال بک کرنے والے۔

اور پھر اعلیٰ حضرت نے دربارۂ رویت فون کو معتبر نہ ماننے کی علت واسطوں

کونہیں قرار دیا۔ بلکہ عدم اعتبار کی علت مشابہت آواز ہے۔

اعلیٰ حضرت رقمطراز ہیں:

''علما تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شرعیہ کی بنا نہیں ہوسکتی کہ آواز آواز سے مشابہ ہوتی ہے''۔ (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۲۷)

ایک دوسری جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''ٹیلی فون دینے والا اگر سننے والے کے پیش نظر نہ ہو تو امور شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگرچہ آواز پہچانی جائے کہ آواز مشابہ آواز ہوتی ہے''۔

(فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۲۹)

اسی میں اعلیٰ حضرت ایک جگہ اور ارشاد فرماتے ہیں:

''تار محض بے اعتبار، یوں ہی ٹیلی فون اگر خبر دہندہ پیش نظر نہ ہو''۔ (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۱۹)

یہاں اعلیٰ حضرت خبر دہندہ کے لیے بھی پیش نظر ہونے کی شرط لگا رہے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خبر میں بھی شہادت کی طرح سامنے ہونا ضروری ہے، پردے کے پیچھے سے جو خبر دی جائے گی اس پر احکام شرعیہ کی بنا نہیں ہوسکتی۔

مناظر صاحب! مذکورہ بالا عبارتوں کو غور سے پڑھیں، ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ ٹیلی فون کے غیر معتبر ہونے کی علت مشابہت آواز ہے اور یہ علت ٹیلیفونی استفاضہ میں موجود۔ لہٰذا یہ بھی غیر معتبر۔

اعلیٰ حضرت کے زمانے اور آج کے زمانے کا فرق بے مطلب۔

مناظر صاحب کو ایک شبہ یہ بھی ہے کہ تھری جی 3G موبائل ہو تو ایک دوسرے کو دیکھا بھی جا سکتا ہے۔ ان کے خیال میں اب پردہ نہ رہا اور پردے کے پیچھے سے آواز مسموع نہ ہوئی۔ اس لیے اب معتبر ہونا چاہیے۔

حضور تاج الشریعہ نے اس پر انتہائی محققانہ کلام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''3G'' موبائل میں تصویر کشی کے ذریعہ ایک دوسرے کی جعلی تصویر دیکھنا ممکن ہے۔ نہ کہ ایک دوسرے کا دو بدو سامنے ہونا جس طرح آئینہ کے سامنے دیکھنے والا ہوتا ہے۔ پھر کیا برتقدیر تسلیم اس صورت میں شہود کو حاکم کے یہاں حاضری سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا صرف اتنا کافی ہوگا کہ اسکرین پر وہ گواہ کا فوٹو دیکھ لے؟۔ اور جب صورت استفاضہ میں یہ خبر رنگ شہادت سے جدا نہیں۔

اس لیے علامہ رحمتی نے اس کی تعریف میں یہ فرمایا کہ

''أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون الخ''

تو اس پر اختلاف زمان وتبدل عہد کی بنا کس کو مسلم ہوسکتی ہے؟۔

''اعلان رویت کے حدود میں توسیع کی بحث''

ٹیلیفونیوں نے جہاں متعدد ٹیلیفون سے حاصل ہونے والی خبر کو خبر مستفیض قرار دیا ہے، وہیں اعلان رویت کے حدود میں بھی توسیع کردی۔ اور یہ فیصلہ کرلیا کہ قاضی کا اعلان اس کے پورے حدود قضا میں معتبر ہے۔

جب کہ کتب فقہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ قاضی کا اعلان شہر اور حوالیٔ شہر تک معتبر ہے۔ دوسرے شہر میں اس کا اعلان بغیر کسی طریق موجب کو اختیار کیے معتبر نہیں۔ اگرچہ وہ دوسرا شہر اس کے حدود قضا میں ہو۔

اس لیے پورے ملک کے قاضی یا چند اضلاع کے قاضی کا اعلان تحقیق رویت کے بعد صرف اسی شہر اور نواحی شہر تک محدود رہے گا جہاں اس نے فیصلہ کیا۔

اعلان رویت کے حدود میں توسیع سے عالمگیری کا درج ذیل جزئیہ مانع ہے۔

''ذکر في کتاب الاقضیة إن کتب الخلیفة إلی قُضاته إذا کان الکتاب في الحکم بشهادة

شاہدین شہدا عندہ بمنزلۃ کتاب القاضی إلی القاضی لا یقبل إلّا بالشرائط التی ذکرناھا الخ"۔ (عالمگیری جلد ۳؍صفحہ ۳۹۶۔مکتبہ زکریا دیوبند)

یعنی خلیفہ نے اپنے قاضیوں کو خط لکھا۔تو اگر یہ خط کسی ایسے فیصلہ سے متعلق ہے جو دو گواہوں کی گواہی کی بنیاد پر اس نے کیا۔تو وہ خط کتاب القاضی الی القاضی کے درجہ میں ہوگا۔اور شرائط کتاب القاضی کے بغیر قبول نہیں کیا جائے گا۔

مذکورہ بالا جزئیہ سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفۃ المسلمین جو پورے ملک کا حاکم وقاضی ہوا کرتا ہے اس کا خط دوسرے شہروں میں اپنے قضاۃ کو اگر دربارۂ حکم ہو تو اس کی حیثیت کتاب القاضی الی القاضی کی ہوگی اور شرائط کتاب القاضی کے بغیر اس کا خط مقبول نہ ہوگا۔اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ عہد قدیم سے سلاطین اسلام میں یہ دستور رہا کہ ان کا حکم نامہ دوسرے شہر کے قاضیوں کو شرائط کتاب القاضی کی رعایت کے ساتھ جاتا تھا۔چاہے وہ خط اعلان حکم سے متعلق ہو یا تنفیذ حکم سے۔

جزئیہ مذکورہ سے کسی طرح یہ ثابت نہیں کہ اگر حکم پہلے سے ثابت ہو تو دوسرے قاضی کے پاس اعلان حکم بھیجنے کے لیے شرائط کتاب القاضی کا لحاظ ضروری نہیں بلکہ اس جزئیہ سے جو ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ "کتاب فی الحکم" کا مفہوم تنفیذ واعلان دونوں کو شامل ہے کہ حکم دونوں میں ہے، لہٰذا جزئیہ مذکورہ میں مذکور قید "بشہادۃ شاہدین شہدا عندہ" کتاب فی الحکم کے مفہوم عام سے متعلق ہوگا۔اس کا لازمی معنی یہ ہے کہ شرائط کتاب القاضی کا لحاظ دونوں صورتوں میں ہوگا چاہے خلیفہ اپنا خط اعلان حکم کے لیے بھیجے یا تنفیذ حکم کے لیے۔

اعلان حکم کی صورت کو شرائط کتاب القاضی سے مستثنیٰ قرار دینا "توجیہ القول بمالا یرضی بہ القائل" کے قبیل سے ہے۔اس لیے قاضی القضاۃ کا اعلان دوسرے شہروں میں بغیر کسی طریق موجب کو اختیار کیے ہوئے معتبر نہیں ہوسکتا۔

حضورتاج الشریعہ نے اس مقام پر جو فقیہانہ کلام فرمایا ہے وہ آپ کی دقت نظر، وسعت مطالعہ، استحضار علمی اور غیر معمولی ذہانت وذکاوت پر روشن دلیل ہے۔

بعض محققین نے نہ صرف یہ کہ عالمگیری کے جزئیہ مذکورہ کے مفہوم کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا۔بلکہ اعلان رویت کے حدود میں توسیع کے لیے شافعیہ اور مالکیہ کے قول کا بھی سہارا لینے سے گریز نہ کیا۔ان کی پیش کردہ دلیل درج ذیل ہے۔

منحۃ الخالق میں ہے:

"لم یذکروا عندنا العمل بالإمارات الظاہرۃ الدالۃ علی ثبوت الشہر کضرب المدافع فی زماننا والظاہر وجوب العمل بہا علی من سمعہا ممن کان غائبا عن المصر کاہل القری ونحوہا کما یجب العمل بہا علی اہل المصر الذین لم یروا الحاکم قبل شہادۃ الشہود وقد ذکر ہٰذا الفرع الشافعیۃ فصرح ابن حجر فی التحفہ أنہ یثبت بالإمارات الظاہرۃ الدالۃ التی لا تتخلف عادۃ کرویۃ القنادیل المعلقۃ بالمنابر۔قال: ومخالفۃ جمع فی ذالک غیر صحیحۃ"۔

(فتاوی رضویہ جلد ۴۔رسالہ طرق اثبات ہلال)

فتح الباری کتاب الصوم میں ہے:

قال ابن الماجشون لایلزمہم بالشہادۃ إلّا لاہل البلد الذی تثبت فیہ الشہادۃ إلّا أن یثبت عند الامام الاعظم فیلزم الناس

كلهم لأن البلاد في حقه كالبلد الواحد إذ حكمه نافذ في الجميع اھ"۔

(فتح الباری جلد ۴ر صفحہ ۱۵۵ر کتاب الصوم)

حضور تاج الشریعہ نے ان دونوں عبارتوں اور توپ پر قیاس کا جواب نہایت اصولی انداز میں دیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے توپ کی آواز کو بعد تحقیق رویت، شہر وحوالی شہر کے لیے اعلان کافی مانا ہے، غیر محدود علاقے کے لیے نہیں۔

لہٰذا موبائل کی خبر دوسرے شہر کے لیے حجت شرعی نہیں ہوسکتی، بصورت دیگر معتبر ماننے والوں پر لازم ہے کہ اعلیٰ حضرت کے کلمات سے یہ دکھائیں کہ توپ کا اعلان حوالی شہر کے علاوہ جہاں آواز توپ نہ پہنچے وہاں بھی معتبر ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے توپ وغیرہ امارات ظاہرہ پر قیاس کا جواب دینے کے بعد منقولہ دونوں عبارتوں کے بارے میں فرمایا کہ فتح الباری، تحفۃ المحتاج وغیرہ کتب شافعیہ اپنے مذہب کی کتاب نہیں۔

اور ابن ماجشون مالکی کے اس قول۔

"إلّا أن يثبت عند الامام الاعظم فيلزم الناس كلهم لأن البلاد في حقه كالبلد الواحد"

میں وجہ الزام مفسر نہ ہوئی کہ کس طریقے سے وہ سب کو لازم کرے گا؟ براہ راست؟۔ اگر براہ راست۔ تو کس ذریعہ سے؟۔ اور وہ ذریعہ مبدا سے منتہی تک اس کے قبضے میں ہوگا اور اس پورے سلسلے میں اسے اپنے قبضے میں رکھنے کا وہ کیا بندوبست کرے گا؟۔ اگر بطریق نُوّاب وولاۃ وامراء، تو کون سی شروط ملحوظ ہونگی؟۔

بلا شبہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی یہ تحقیقی کتاب اپنے موضوع پر لاجواب کتاب ہے۔ جس میں دلائل وبراہین کی روشنی میں محققانہ کلام کرنے کے

ساتھ ساتھ حضور تاج الشریعہ نے مخالفین کے شبہات کا ازالہ بھی فرمایا ہے۔ میں اس کتاب میں مندرج تمام احکام اور استفاضہ سے متعلق حضور تاج الشریعہ کے موقف کی تائید وتصدیق کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان تمام علما ومفتیان کرام کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے تاج الشریعہ کی موقف کی بھر پور تائید وحمایت کی، ان سارے علماء کا نام ذکر کرنا اس پتلی کتاب میں ممکن نہ تھا اس لیے ان علماء ومفتیان کرام میں سے چند کے اسماء گرامی اس کتاب میں شائع کئے گئے ہیں۔ اللہ رب العزت انہیں جزائے خیر عطائے فرمائے۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر میں حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب وتہذیب میں اپنے قیمتی مشوروں سے سرفراز فرمایا، اور میری گذارش پر قلم برداشتہ ایک تنقیحی مضمون لکھ کر کتاب کی افادیت میں اضافہ فرمایا نیز حضرت مولانا عاشق حسین کشمیری جامعۃ الرضا بریلی شریف کا بھی میں ممنون ہوں کہ ان کی سعادت مندی وخدمت گذاری کے سبب حضور تاج الشریعہ کے علمی وتحقیقی کاموں میں مزید تیزی آئی اور جن کی بدولت سفر وحضر ہر جگہ حضور تاج الشریعہ کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری وساری ہے، اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے، بالخصوص حضور تاج الشریعہ کو صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور اس کتاب کو درجۂ قبول عطا فرما کر عام مسلمانوں کے لیے ذریعۂ ہدایت ونجات بنائے۔

آمین بجاہ حبیب سید المرسلین

شمشاد احمد مصباحی

۲۵ر نومبر ۲۰۱۳ء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو یوپی

تقریظ جلیل و تنقیح منیر

ممتاز الفقہاء سلطان الاساتذہ، محدث کبیر، حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ
قادری مدظلہ العالی، مہتمم جامعہ امجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی مئو یوپی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

استفاضۂ شرعیہ سے متعلق وارث علوم اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ، علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب مدظلہ العالی، قاضی القضاۃ فی الہند کا ایک رسالہ ''جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت'' اس وقت میرے پیش نظر ہے، رسالہ کا پورا مضمون تحقیق انیق سے لبریز ہے، مجھے اس پر کچھ پیش لفظ لکھنے کی جرأت نہیں، لیکن چونکہ آپ کے علمی طرز بیان اور فقہی اصطلاحات کی وجہ سے سطحی ادراک رکھنے والوں کے لیے مضمون کی گہرائی تک پہونچنے میں زحمتیں ہیں، اس لیے کچھ توضیحی کلمات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

حنفیہ کے نزدیک خبر مستفیض، خبر متواتر کا مترادف ہے، اس لیے کلام فقہا میں اگر کہیں استفاضۂ خبر کا ذکر ملتا ہے تو وہ تواتر خبر کے معنی میں ہے جیسا کہ درج ذیل عبارتوں کے توافق سے ظاہر ہے۔ بحر الرائق میں ہے: ''قال الامام الحلوانی من مذہب أصحابنا أن الخبر إذا استفاض من بلدۃ اخری و تحقق یلزمھم حکم تلک البلدۃ'' (ج ۲/ص ۲۷۱)

اور تاتارخانیہ میں ہے: ''وعن محمد لا یعتبر حتی یتواتر الخبر من کل جانب ھکذا روی عن أبی یوسف'' (ج ۱/ص ۱۹۶)

ہمارے اس دعوی پر علامہ شامی کی درج ذیل عبارت روشن دلیل ہے:
''إعلم أن المراد بالإستفاضۃ تواتر الخبر من الواردین من بلدۃ

الثبوت إلی البلدۃ التی لم یثبت بھا لا مجرد الإستفاضۃ''
(منحۃ الخالق حاشیۃ البحر الرائق ج ۲/ص ۲۷۰)

ان عبارتوں کے بعد علامہ رحمتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درج ذیل عبارت ''معنی الاستفاضۃ أن تاتی من تلک البلدۃ جماعات متعددون'' الخ میں استفاضہ بمعنی تواتر خبر متعین ہے۔ یعنی محض شہرت خبر یا محدثین کے اصول پر خبر مستفیض ہونا کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ خبر دینے والے اتنے افراد پر مشتمل ہوں کہ جن کی خبر پر یقین شرعی حاصل ہوجائے، اور مخبرین کی کثرت تعداد کے سبب ان کا کذب پر متفق ہونا عادۃ محال ہوجائے۔

لہٰذا استفاضۂ خبر کے لیے مبائل اور ٹیلیفون سے خبر دینا ہرگز معتبر نہیں، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: شریعت مطہرہ نے دربارۂ ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شہادت کافیہ یا تواتر شرعی پر بنا فرمایا اور ان میں بھی کافی وشرعی ہونے کے لیے بہت قیود و شرائط لگائیں، جن کے بغیر ہرگز گواہی وشہرت بکار آمد نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴/ص ۵۲۳)

اس کے علاوہ استفاضۂ خبر میں مخبرین کا قاضی کے روبرو خبر دینا بھی ضروری ہے، جیسا کہ علامہ رحمتی کی تعبیر ''أن تاتی من تلک البلدۃ''، اور علامہ شامی کی عبارت ''من الواردین من بلدۃ الثبوت'' سے ظاہر ہے۔ اور یہی اعلیٰ حضرت کی درجہ ذیل عبارت کا صریح مفاد ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر، تار یا خط بدرجۂ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہوسکتا ہے، اسے استفاضے میں داخل سمجھنا صریح غلط، استفاضے کے معنی جو علما نے بیان فرمائے وہ تھے کہ طریق پنجم میں مذکور ہوئے (متعدد جماعتوں کا آنا اور یک زبان بیان کرنا چاہیے) [فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۵۸]

یہ بھی ضروری ہے کہ خبر دینے والے امر مُحقَّق کی خبر دیں تا کہ افواہ اور استفاضۂ

شرعیہ میں امتیاز حاصل ہوجائے جیسا کہ علامہ شامی نے فرمایا: "لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن أشاعه" الخ اور یہ بات مسلّمات سے ہے کہ کوئی بھی خبر بے اتصال سند پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچ سکتی۔

علاوہ ازیں ایک شرط یہ بھی ہے جس کو اعلیٰ حضرت نے بایں الفاظ ذکر فرمایا: استفاضہ یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم یا کسی عالم دین محقق و معتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے، یا جہاں قاضیٔ شرع نہیں تو مفتی اسلام، مرجع عوام و متبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدیں اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں، عوام کالأنعام بطور خود عید و رمضان نہیں ٹھہرالیتے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ص ۵۵۲)

علامہ رحمتی کی عبارت میں متعدد جماعتوں کے آنے کی قید کو اتفاقی قرار دینا غلط ہے، بلکہ یہ قید لازمی واحترازی ہے، جن لوگوں نے جدید وسائل خبر مثلاً ٹیلیفون، مبائل، فیکس، انٹرنیٹ وغیرہ کی خبر کو استفاضہ میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے وہ صحیح نہیں، کیونکہ وسائل کی خبر میں مخبر کا قاضی یا مفتی کے روبرو ہونا شرط ہے۔

اس لیے ہمارے مشائخ نے پردے کے پیچھے سے سنی ہوئی خبروں کو ثبوت شرعی کے طور پر قبول نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا "ٹیلیفون کہ اس میں شاہد و مشہود نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شرعیہ کی بنا نہیں ہوسکتی"۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۲۷)

خط کشیدہ عبارت سے ثابت ہوا کہ آڑ سے سنی ہوئی آواز پر استفاضۂ شرعیہ کی بنا نہیں ہوسکتی۔

اور عدم اعتبار کی علت میں فرمایا: "النغمة تشبه النغمة"

تھری جی۔ 3-G۔ اور انٹرنیٹ پر تصویر کا روبرو ہونا آدمی کے حاضر ہونے جیسا نہیں، کیونکہ یہ عوام کے مشاہدے میں بھی ہے کہ بہت سی تصویروں میں ہونٹ کسی اور کے ملتے ہیں اور آواز کسی اور کی ہوتی ہے تو مبائل کی خبر کے مشتبہ ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، زیادہ سے زیادہ آواز پہچاننے کی صورت میں ظن عرفی حاصل ہوسکتا ہے نہ کہ ظن شرعی جیسا کہ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالا صراحت سے ظاہر ہے۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ 3-G موبائل میں اسی کی تصویر اور اسی کی آواز ہے تو کہاں ہر شخص کے پاس 3-G موبائل ہے؟ اور کب مجوزین نے 3-G موبائل کو ٹیلیفونی استفاضہ میں لازم قرار دیا؟ وہ تو کسی بھی ٹیلیفون اور موبائل سے حاصل ہونے والی متعدد خبر کو، خبر مستفیض مان رہے ہیں، تو ازالۂ شبہات کے بیان میں 3-G موبائل کا ذکر بے فائدہ۔ اور احتیاطی تدابیر میں مخصوص نمبروں کا ذکر بھی لا حاصل کہ ایک دوسرے کا موبائل استعمال کرنے کا عام رواج ہے۔

علاوہ رحمتی کی عبارت میں جماعات متعددوں کا مصداق چار، چھ، نو ٹیلیفون کو کیسے قرار دیا جاسکتا ہے، کیا آپ ٹیلیفون میں یہ متعین کرسکتے ہیں کہ خبر دینے والی ہر ایک جماعت، کتنے، کتنے افراد پر مشتمل تھی۔

نو ٹیلیفون دراصل چند ٹیلیفون کا مجموعہ اور ان کی آوازیں ہیں، نہ کہ مخبرین کی چند جماعتیں جن کا مشاہدہ ہوسکے۔

آپ اگر اپنے طور پر احتیاطی ذرائع مقرر کرلیں تو ان ذرائع میں بھی یہی شبہ ہے کہ وہ کس کی آواز ہے جس نے آپ کو اطمنان دلایا، بہر حال ان ذرائع کو بروئے کار لانے میں شرعی شبہات اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

اور جماعت کے افراد کی تعیین کا حق کسی قاضی یا مفتی کو نہیں بلکہ واردین کے وہ تمام افراد جو ایک ساتھ آئے وہ سب ملکر ایک جماعت قرار دیئے جائیں گے اور یہ

صورت ٹیلیفون، مبائل کے ذریعہ متعذر ہے، اس لیے ٹیلیفون، مبائل وغیرہ کی کثیر خبریں بھی طریق موجب بننے کی صلاحیت سے عاری ہیں۔

اعلی حضرت نے ٹیلیفون کی خبر کو حجت شرعی ہونے سے اس بنا پر انکار نہیں کیا ہے کہ اس میں کئی ''اکسچینجح'' کے واسطوں کے بعد گفتگو ہوتی ہے اور آواز نہیں پہچانی جاتی بلکہ اعلی حضرت نے ٹیلیفون کے غیر معتبر ہونے کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ''یونہی ٹیلیفون کہ اس میں شاہد ومشہود نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے۔

اعلی حضرت کی یہ عبارت بذریعہ ٹیلیفون چاند کی خبر معتبر ہونے کے بارے میں کئے گئے ایک سوال کے جواب میں ہے اس لیے اس کو شہادت کے ساتھ خاص کرنا دیانت کے خلاف ہے۔

الحاصل اس زمانے میں جب کہ فساد وفتنہ عام ہو چکا ہے خصوصاً رویت ہلال کے سلسلے میں عوام بے لگام ہوتے جا رہے ہیں اور وہابیہ عوام کو اپنے فیور میں لینے اور گمراہ کرنے کے لیے غیر شرعی فیصلہ کرنے سے نہیں چوکتے، استفاضہ وغیرہ کی تعریف میں تحریف سے بچنا اور زیادہ ناگزیر ہو گیا ہے۔

اس بنا پر مشائخ متاخرین نے فرمایا ''الفتویٰ الیوم علی عدم جواز القضاء مطلقا لفساد قضاۃ الزمان (حموی علی الاشباہ جلد ا ص ۳۸۶)

علامہ شامی فرماتے ہیں: قولہ: (إلّا ان المعتمد عدم حکمہ فی زماننا) ای عند المتأخرین لفساد قضاۃ الزمان۔

اعلان رویت کے حدود

قاضی خواہ ایک شہر کا ہو یا پورے ملک کا، اس کا اعلان اسی شہر اور حوالی میں معتبر ہے جہاں اس نے فیصلہ صادر کیا۔

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، سلطان اسلام، قاضی القضاۃ، یا پورے ملک کا قاضی، یہ سب عہدے آج کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ زمانۂ قدیم سے یہ عہدے رائج

ہیں، اس کے باوجود فقہائے عظام نے قاضی کے اعلان کو شہر اور حوالیٔ شہر تک ہی کیوں محدود رکھا؟ اور یہ کیوں نہ فرمایا کہ سلطان اسلام اور پورے ملک کے قاضی کا اعلان پورے ملک میں نافذ و واجب العمل ہوگا۔

اس تفصیل سے فقہائے کرام کا گریز محل بیان میں سکوت ہے جو بیان حکم عدم کے درجہ میں ہے، ایک قاضی کا مکتوب دوسرے قاضی کے نام اسی وقت واجب العمل ہے جبکہ شرائط کتاب القاضی سے مُزَیَّن ہو۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

بلدۃ فیھا قاضیان حضرا حدھما مجلس الآخر و أخبر بحادثۃ لایجوز لہ ان یعمل بخبرہ وحدہ ولو کتب إلیہ بشرطہ لہ العمل بہ۔ (بزازیہ، برحاشیۂ عالمگیری ص ۱۸۳ ج ۵)

تبیین الحقائق میں ہے: ذکر الکرخی فی اختلاف الفقھاء ان کتاب القاضی الی القاضی مقبول وان کانا فی مصر واحد

جس شہر میں دو قاضی ہوں ان میں سے ایک قاضی دوسرے کے اجلاس میں حاضر ہو کر کسی قضیہ کی خبر دے تو اس دوسرے قاضی کو اس خبر پر عمل جائز نہیں اور اگر شرائط کے مطابق کتاب القاضی بھیجے تو دوسرا قاضی اس پر عمل کرے۔

امام کرخی نے اختلاف الفقہا میں ذکر فرمایا ہے کہ کتاب القاضی الی القاضی مقبول ہے اگرچہ دونوں قاضی ایک ہی شہر میں ہوں۔

اسی عبارت پر حاشیۂ شلبیہ میں ہے:

وفی الخصاف وروی عن محمد انہ قال: فی مصر فیہ قاضیان فی کل جانب قاضٍ یکتب أحدھما إلی الآخر یقبل کتابہ ولو أتی أحدھما صاحبہ واخبرہ بالحادثۃ بنفسہ لم یقبل قولہ لان فی الوجہ الاول کأَنّ الاول خاطبہ من موضع

القضاء وفی الثانی خاطبہ فی غیر محل القضاء۔

خصاف میں ہے امام محمد سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس شہر میں دو قاضی ایک ایک جانب میں ہیں تو ان میں سے ایک قاضی دوسرے کو کتاب القاضی بھیجے تو مقبول ہے، اگر ان میں سے ایک آکر دوسرے قاضی کو کسی حادثے کی خود خبر دے تو اس کا قول نا مقبول ہے کہ پہلی صورت میں گویا اس نے دوسرے قاضی کو اپنے موضع قضا سے مخاطب کیا ہے اور دوسری صورت میں اس نے اپنے محل قضا کے باہر سے خطاب کیا ہے۔

بزازیہ کی ایک دوسری عبارت یوں ہے:

وعن الامام الثانی قضاۃ امیر المؤمنین إذا خرجوا مع أمیر المؤمنین لھم أن یحکموا فی ای بلدۃ نزل فیھا الخلیفۃ لا نھم لیسوا قضاۃ أرض إنّما ھم قضاۃ الخلیفۃ وان خرجوا بدون الخلیفۃ لیس لھم القضاء

(بزازیہ برحاشیۂ عالمگیری ج ۵ ص ۱۳۹)

امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ امیر المومنین کے قاضی اگر امیر المومنین کے ساتھ سفر کریں تو جس شہر میں امیر المومنین ٹھہرے وہاں یہ قضاۃ فیصلہ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ کسی خاص جگہ کے قاضی نہیں بلکہ وہ خلیفہ کے قاضی ہیں اور اگر بغیر خلیفہ کے سفر پر ہوں تو امور قضا انجام نہیں دے سکتے۔

یعنی خلیفہ اگر چہ پورے ملک کا قاضی ہے لیکن وہ جہاں جہاں رہے بالفعل وہیں فصل مقدمات کر سکتا ہے، دوسری جگہ کے لیے مسئلہ قضا میں وہ اجنبی ہے۔ اسی لیے اس کا مخصوص قاضی خلیفہ کے جائے نزول پر ہی حق قضا رکھتا ہے۔

مذکورہ بالا فقہی شہادات سے ثابت ہوا کہ سلطان اسلام یا پورے ملک کا قاضی اپنے پورے حدود قضا کے مختلف شہروں میں صرف کتاب القاضی کے ذریعہ

اپنا فیصلہ نافذ کر سکتا ہے، ہم نے اپنے موقف کی تائید میں ایک مختصر فہرست پیش کر دی، جو لوگ قاضی القضاۃ کا اعلان پورے ملک کے لیے کافی قرار دیتے ہیں وہ فقہ حنفی سے ایک جزئیہ بھی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں نہ لا سکے۔

اعلیٰ حضرت جو پورے غیر منقسم ہندوستان کے قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے، ان کے پاس بلند شہر سے یہ سوال آیا کہ ''ایک مختصر سا پرچہ جس پر جناب کی مہر لگی ہوئی ہے اور ایک سطر میں یہ عبارت مرقوم ہے (میرے سامنے شہادتیں گزر گئیں، کل جمعہ کو عید ہے) خاکسار کو موصول ہوا، جس جگہ یہ پرچہ پہونچے وہاں کے لوگوں کو جمعہ کو عید کرنا لازم تھی یا نہیں؟

اور اس کی عام تشہیر و دیگر بلاد میں اشاعت سے کیا مفاد تھا؟'' اعلیٰ حضرت نے جواب لکھا: ''وہ پرچے دیگر بلاد میں نہ بھیجے گئے، تقسیم کرنے والوں نے اسٹیشن پر بھی دیئے، ان میں سے کوئی لے گیا ہوگا، بعض لوگوں نے پیلی بھیت کے واسطے چاہا، ان کو جواب دید یا گیا کہ جب تک دو شاہد عادل لیکر نہ جائیں پرچہ کافی نہ ہوگا، اور بلاد بعیدہ کو کیونکر بھیجے جاتے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۳۲)

اب یہ کہنا کہ پیلی بھیت بریلی سے کافی فاصلہ پر واقع ہے وہاں کے لوگ کیونکر تحقیق کر سکتے تھے، کوئی فنکار اپنی مہارت سے ایسا ہی پرچہ تقسیم کرا سکتا تھا۔

واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی اس عبارت میں پیلی بھیت کے مقابلے میں بلند شہر وغیرہ کو بلاد بعیدہ سے تعبیر کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ پیلی بھیت قریب تھا، صرف انچاس کلومیٹر کی دوری ہے، بآسانی تحقیق کی جا سکتی تھی، اس لیے یہ توضیح اعلیٰ حضرت کی مراد کے برخلاف ہے۔

ستم یہ کہ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں جعل وتزویر کی تحقیق متعذر تھی مگر اب جب کہ آوارگی فکر وعمل کے فتنے شباب پر ہیں، ای میل اور فیکس پر وائرس کے فنکار، اربوں کا وارا نیارا کرتے ہیں تو کیا اس دور میں جعل سازی کی تحقیق آسان ہو

گئی ہے اور ای، میل اور فیکس کا کتاب القاضی سے الحاق ضروری ہو گیا ہے؟

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے رسالہ ''جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت'' سے متعلق تمام علمائے اہلسنت ومفکرین اور عامۂ اہلسنت سے میری گذارش ہے کہ بغور، بار بار پڑھیں اور اپنے روزوں وعیدوں کو فساد وابطال سے بچانے کے لیے رسالہ کے مشتملات واحکام پر پابندی سے عمل کریں اور کرائیں۔

حضور تاج الشریعہ کا وجود اس زمانے میں ہم سب کے لیے اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے ان کی صحت ولمبی عمر کے لیے دعا بھی کرتے رہیں۔

فقط: فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری

۲۸؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

مطابق ۳؍دسمبر ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

ثبوت رویت ہلال کے طرق موجبہ میں سے ایک طریقہ ''استفاضہ'' بھی فقہائے کرام نے ذکر فرمایا ہے اور اس کے معنی کی تعریف وتعیین بھی فرما دی ہے، جس کی تفصیل مجدد دین وملت آقائے نعمت، سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ نے اپنے متعدد فتاویٰ میں فرمائی ہے۔

آج بعض تجدد پسند حضرات، فقہائے کرام کے متعین کردہ استفاضہ کے معنی ومفہوم میں تبدیلی اور بے جا تاویل کے درپے ہیں جو ہرگز قابل التفات نہیں، ایسے حالات میں حقیقت حال اجاگر کرنے اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کے لیے جانشین علوم امام احمد رضا، تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند، علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے وہ فقہی وعلمی جواہر پارے بکھیرے اور نصوص فقہا سے مزین مقالہ سپرد قلم فرمایا کہ ہر انصاف پسند بلا چوں وچرا تسلیم کرتا نظر آئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

امید کہ اہل علم وفہم وفراست حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی تحقیقات انیقہ کو محبت وانصاف کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

فقط: محتاج دعا وگدائے باب رضا

شبیر حسن رضوی

خادم: الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد